22

تمام جماعت کو التزام کے ساتھ یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ناقابل برداشت فتنوں سے بچائے

(فرمودہ 13 جون 1947ء)

تشہّد ، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آجکل ہمارے ملک پر ابتلاء کے بعد ابتلاء آرہا ہے اور ہر آنے والا معاملہ پہلے کی نسبت زیادہ سنگین اور شدید صورت اختیار کرتا جارہا ہے۔ اِس وقت تقسیمِ ملک کا سوال درپیش ہے اور اِس کے متعلق جس جس رنگ میں تجویزیں پیش ہورہی ہیں اُن کو دیکھتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ ہمارا ملک کہیں ایسی شکل نہ اختیار کر جائے جیسا کہ ہزار پائے 1 کے پاؤں ہوتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ملک کے چھوٹے چھوٹے حصے کر دیئے گئے تو کوئی حصہ بھی آزادی کے ساتھ ترقی نہیں کر سکے گا۔ اگر یہی جوش وخروش رہا تو ملک کا چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہوجانا کوئی بعید از قیاس بات نہیں۔ پھر اگر ملک کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں جانے کے لئے پاسپورٹ کی شرط لگادی گئی تو اِس کی ایسی ہی شکل بن جائے گی جیسا کہ ننگل کا رہنے والا آدمی بھینی جانے کے لئے پاسپورٹ حاصل کرے۔ یا بھینی کا رہنے والا آدمی ننگل جانے کے لئے پاسپورٹ حاصل کرے۔ اور یہ صورتِ حال قیدیوں سے بھی بدتر ہوگی۔ قیدی تو شہر میں سے کچھ تھوڑے سے افراد ہوتے ہیں تمام کے تمام لوگ جرائم کا ارتکاب نہیں کرتے لیکن اس صورت میں تو سب لوگ ہی قیدی بن جائیں گے۔ سیر کرنے کے لئے اگر کوئی شخص گھر سے نکلے گا تو ابھی اس کی ٹانگیں بھی

نہیں کھلی ہوں گی اور اُسے پسینہ بھی نہیں آیا ہوگا کہ پولیس اُسے آگھیرے گی اور کہے گی کہ آپ غیر ملک میں داخل ہو گئے ہیں، پاسپورٹ دکھائیں۔ اِس قسم کے حالات ہر انسان کے لئے مشکلات کا باعث بنیں گے۔ اور پھر ہمارے لئے تو تبلیغ کے رستے میں بہت زیادہ مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ درحقیقت یہ تقسیم ایسے رنگ میں ہونی چاہیئے کہ ملک کے باشندوں کے لئے آرام دہ اور نفع مند ثابت ہو۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے اِس سے قبل کئی دفعہ بتایا ہے اِن باتوں میں ہمارا کوئی دخل نہیں۔ کیونکہ ہم تو ایک اقلیت ہیں اور فیصلہ اکثریت نے کرنا ہے۔ ہم تو نصیحت کے طور پر ایک بات بیان کر دیتے ہیں ورنہ ہم اس بات کو چلانے کے لئے اپنا وقت اور مال استعمال نہیں کرتے۔ ہم جو بات سیاسی مشورہ کے طور پر بیان کرتے ہیں وہ محض لوگوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے بیان کرتے ہیں ورنہ سیاسی طور پر ہم اسے جاری نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اگر ہماری جماعت سیاسی کاموں میں لگ جائے تو دین کا خانہ خالی رہ جائے اور مذہب کا پہلو کمزور ہو جائے۔ اِن حالات میں ہمارے لئے صرف ایک ہی صورت رہ جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دن رات دعائیں کریں۔ جیسا کہ آج تک ہماری جماعت ایسے نازک موقعوں پر ہمیشہ دعائیں کرتی رہی ہے اور اکثر اوقات اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کی دعاؤں کو قبول فرمایا ہے۔ یہ موقع بھی نہایت ہی نازک مواقع میں سے ہے۔ اِس لئے تمام جماعت کو التزام کے ساتھ یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ان ناقابلِ برداشت فتنوں سے بچائے۔

عام طور پر ہمارے ملک کے لوگ جغرافیہ سے ناواقف ہیں اور اِس وجہ سے وہ ایسی باتوں کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے۔ اب بھی جو صورتِ حالات پیدا ہونے والی ہے آپ لوگ اُس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ کیونکہ آپ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے نقشے نہیں۔ لیکن میری آنکھوں کے سامنے سب نقشے ہیں اور مَیں دیکھ رہا ہوں کہ کس میدان میں لڑائی لڑی جا رہی ہے۔ اگر اِس قسم کے خطرناک اقدام کئے گئے تو اِس سے دونوں فریق ہی نقصان اٹھائیں گے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ملک کے بٹوارے سے زیادہ مصیبت اِن حد بندیوں کی وجہ سے پیدا ہوگی۔ اور ملک کی آزادی پہلی غلامی سے بھی بدتر ہوگی۔ اتحاد اور بٹوارے کا عوام الناس پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ تو محکوم ہوتے ہیں اور کسی نہ کسی حاکم کے ماتحت اُن کو رہنا ہی پڑتا ہے۔ اگر ایک انگریز ڈپٹی کمشنر

ہوگا تو اُس کے سامنے بھی اُن کو سر جھکا کر چلنا پڑے گا اور اگر کوئی ہندوستانی ڈپٹی کمشنر ہوگا تو اس کے سامنے بھی اُن کو سر جھکا کر چلنا پڑے گا۔ اِس لحاظ سے ان میں کوئی احساس پیدا نہیں ہوتا کہ ہندوستانی حاکم ہے یا انگریز حاکم ہے۔ پس حکومتوں کی تبدیلی عوام الناس پر اُتنی اثر انداز نہیں ہوتی جتنی کہ سرحدوں کی تبدیلی اُن پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اِس قسم کے بٹوارے کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ دو ہاتھوں کی اُنگلیوں کو آپس میں پیوست کر دیا جائے یا دو کنگھیوں کے پنجوں کو آپس میں پیوست کر دیا جائے۔ اور اِس حالت میں ہر میل دو میل کے بعد ایک سفر کرنیوالے سے پاسپورٹ مانگا جائے گا کہ آپ اب غیر علاقہ میں داخل ہوئے ہیں، اِس ملک کے قواعد اِس قسم کے ہیں آپ اِن کی پابندی کریں۔ یہ کیسی خطرناک صورتِ حالات ہے۔ میرے نزدیک تو پہلے تمام سوالوں سے یہ سوال زیادہ خطرناک ہے اور اِس قسم کے حالات سب قوموں کے لئے مشکلات پیدا کریں گے۔ اِس وقت تو جوش میں آکر سب کہتے ہیں کہ ہم زمین کا ایک انچ ٹکڑا بھی وصول کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو جو صورت اب پیدا ہونے والی ہے اُس کی نہ سکھ تاب لاسکیں گے، نہ ہندو تاب لاسکیں گے۔ نہ مسلمان تاب لاسکیں گے اور نہ ہی اچھوت تاب لاسکیں گے ہر ایک کے لئے مصیبتوں کا دروازہ کُھل جائے گا۔ پس ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری جماعت کو خصوصیت کے ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ تمام بالغ مرد اور عورتوں کو تہجد کے لئے اٹھنا چاہیئے۔ اور اگر زیادہ نہیں تو دو نفل ہی پڑھ لینے چاہئیں۔ اور جو مرد اور عورتیں اس سے پہلے تہجد نہیں پڑھتے اُنہیں باقاعدگی کے ساتھ تہجد پڑھنی شروع کر دینی چاہیئے اور نہایت تضرّع اور عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اِن مشکلات کا حل پیدا کرے اور یہ مصیبت ہمارے ملک کے لئے باعثِ رحمت بن جائے۔ سینکڑوں سالوں کی غلامی کے بعد آزادی کی نعمت ہمارے ملک کو عطا کی جارہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بجائے آزادی سے فائدہ اٹھانے کے ہمارا ملک نئی نئی مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے۔

انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے کہ ''کڑاہی سے گرا اور چولہے میں پڑا۔''[2] اگر ملک کو اِس قسم کی آزادی ملنے والی ہے تو اللہ تعالیٰ اِس سے بچائے کہ ایک انسان آزادانہ طور پر سانس بھی نہ لے سکے اور وہ گھبرا کر یہ کہہ اٹھے کہ اِس آزادی سے تو وہ پہلی غلامی ہی ہزار درجہ بہتر تھی۔

اِس نازک موقع پر سیاسی کارفرماؤں کو بھی نہایت ہی عقل اور سمجھ کے ساتھ قدم اٹھانا چاہیئے اور لوگوں کی تکالیف کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ تمام پارٹیوں کے سیاسی منشاء تو پورے ہو گئے۔ یعنی ہندوؤں کی بھی من مانی مرادیں برآئی ہیں اور مسلمانوں کو بھی علیحدہ حصہ مل گیا اور سکھوں کی بھی یہ خواہش برآئی کہ ہم مسلمان علاقہ کو بٹوا کر چھوڑیں گے۔ اب اِن سب پارٹیوں کو چاہیئے کہ وہ آپس میں آزادانہ طور پر ملک کی بہتری کے لئے ایسا سمجھوتہ کریں جس سے ہر قوم کی الگ حیثیت بھی قائم رہے اور شہریت کے حقوق بھی سب کو حاصل ہو جائیں۔ ماتحت اور مغلوب قوم سے سمجھوتہ کرنے کا اَور طریق ہوتا ہے اور ایک برابر کی اور آزاد قوم سے سمجھوتہ کرنے کا اَور طریق ہوتا ہے۔ پس اب جبکہ دونوں قومیں آزاد ہوگئی ہیں وہ آپس میں معاہدہ کرلیں کہ وہ حکومت کے لحاظ سے بیشک الگ الگ ہونگی لیکن شہریت کے حقوق تمام علاقوں کے افراد کو ایک دوسرے کے ملک میں حاصل ہوں گے۔ اِس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ آہستہ آہستہ پہلے جیسی حالت پیدا ہو جائے گی اور دونوں قومیں آپس میں مل بیٹھیں گی۔

پچھلی جنگ میں جب فرانس کو شکست ہوئی تو حکومتِ برطانیہ نے فرانس کو یہ پیشکش کی کہ برطانیہ اور فرانس کے شہری حقوق ایک ہونگے حالانکہ برطانیہ اور فرانس ایسے ممالک ہیں جن کی زبانیں الگ الگ ہیں اور بعض اوقات وہ آپس میں برسرِ پیکار بھی رہی ہیں۔ لیکن ایک نازک موقع پر برطانیہ نے فرانس کو شہریت کے حقوق کی پیشکش کی۔ اِسی طرح اب ہندوستان میں بھی ہوسکتا ہے کہ حکومتیں آپس میں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہماری حکومتیں بے شک آزاد ہونگی لیکن ایک مشرقی بنگال کے رہنے والے کو مغربی بنگال میں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو وہاں کے باشندوں کو حاصل ہیں۔ اور اُسے مغربی بنگال کا باشندہ ہی تصور کیا جائے گا۔ اِسی طرح مغربی بنگال والے کو مشرقی بنگال میں وہی شہریت کے حقوق حاصل ہونگے جو مشرقی بنگال والے کو حاصل ہیں۔ اور مشرقی پنجاب والے کو مغربی پنجاب میں وہی شہریت کے حقوق حاصل ہوں گے جو مغربی پنجاب میں رہنے والے کو حاصل ہیں۔ اور مغربی پنجاب والے کو پوربی پنجاب میں وہی شہریت کے حقوق حاصل ہوں گے جو پوربی پنجاب میں رہنے والے کو حاصل ہیں اور ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں جانے کے لئے پاسپورٹ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور ہر آدمی کو جائیداد

اور تجارت کے معاملہ میں آزادی ہوگی۔ اگر یہ طریق اختیار کیا جائے تو امید کی جاسکتی ہے کہ ملک میں اتحاد کی رَو چل جائے اور دلوں میں مل بیٹھنے کی خواہش پیدا ہو۔ اور ہمارا ملک ایک نام والا اور ایک کام والا بن جائے۔

پس دعائیں کرو، دعائیں کرو اور دعائیں کرو۔ اگر آپ لوگوں کو خود اِن باتوں کی اہمیت کا پوری طرح احساس نہیں تو ایک ایسے شخص کے بتانے پر جو اِن حالات کی اہمیت کو خوب سمجھتا ہے بیدار اور ہوشیار ہو جاؤ اور وقت پر اپنے مولا کے حضور گر جاؤ۔ اگر ہم اقلیت میں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو سب طاقتیں ہیں۔ اگر ہم بے بس اور بے کس ہیں تو اللہ تعالیٰ تو بے بس اور بے کس نہیں۔ وہ چاہے تو ملک کے فیصلے کرنے والوں کو عقل اور سمجھ دے سکتا ہے کہ وہ ملک کا بٹوارہ ایسے طور پر کریں کہ ملک میں بجائے تفرقہ اور شِقاق کے اتفاق اور اتحاد قائم ہو جائے۔''

(الفضل 16؍جون 1947ء)

1: **ہزار پایہ**: کن کھجورا۔ ایک لمبا کیڑا جس کی بہت سی ٹانگیں ہوتی ہیں۔

2: "OUT OF THE FRYING PAN INTO THE FIRE."